اللہ تعالیٰ پر کامل توکل اور پورا بھروسہ ہو تو اس مادی دنیا کے اسباب وہ خود اپنے فضل سے پیدا کر دیتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍نومبر ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ۔ غیر مطبوعہ)

☆ جماعت احمدیہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے تصرف اور اس کی وحی پر ہے۔

☆ دنیا میں بسنے والے عاجز انسانوں پر اعتماد میں آٹھ قسم کی بنیادی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔

☆ تمام عارضی، ناقص اور بے وفا سہاروں کی بجائے اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرنا چاہیئے۔

☆ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے تو پھر اس کی عبادت اور تسبیح وتحمید میں مشغول رہنا پڑے گا۔

☆ ہر احمدی کو توکّل کے مقام سے نہیں ہٹنا چاہیئے اسی میں ہماری بقا اور زندگی ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَعَلَیۡہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ۔(یوسف:۶۸)

قُلۡ ھُوَالرَّحۡمٰنُ اٰمَنَّابِہٖ وَعَلَیۡہِ تَوَکَّلۡنَا فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ ھُوَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ۔ (الملک:۳۰)

اس کے بعد فرمایا۔

انسان کی پیدائش ہی کچھ اس قسم کی ہے کہ اگر وہ یکتا و تنہا ہو تو اس کی ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں اسے دوسروں پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے دوسروں کا اعتماد حاصل کرنا پڑتا ہے دوسروں پر توکل کرنا پڑتا ہے ایک دوسرے کی مدد کرنی پڑتی ہے اس کے بغیر اس زندگی کے کام کامیابی کے ساتھ نہیں چل سکتے۔

ایک توکل یا بھروسہ یا اعتماد اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اسے نظرانداز کر کے اور اس سے منہ موڑ کر حاصل کیا جاتا ہے اور ایک ایسا بھروسہ اور سہارا ہے جو اس کی وساطت سے اور اس کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے چونکہ یہ دنیا اسباب کی دنیا ہے اس لئے اسباب کی ضرورت الٰہی قانون کے مطابق انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے لیکن ان اسباب پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ ہو لیکن اگر اللہ تعالیٰ پر کامل توکل اور پورا بھروسہ ہو تو اس مادی دنیا کے اسباب وہ خود اپنے فضل سے پیدا کر دیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور مقربین الٰہی کو دیکھ لو اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہر وقت ان کی مدد کے لئے حاضر رہتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں اس دنیا میں مادی سامان کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جو فدائی اکٹھے ہوئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے نتیجہ میں ہی اکٹھے ہوئے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ وہ تمام دنیا میں اسلام کو غالب کرے گا اور اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند کو مبعوث کیا ہے آپ کی جماعت کی بنیاد بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف اور اس کی وحی پر ہے جیسا کہ اس نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے الہام

یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ (نشانِ آسمانی، روحانی خزائن جلد۴ صفحہ ۳۹۹)

اور جن سامانوں کی ضرورت تھی ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ وہ سامان تجھے دیئے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ تیری طرف ایسے حالات میں اور اتنے فاصلوں سے آئیں گے کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے گی۔

میں نے بتایا ہے کہ ایک بھروسہ اور توکل ایک جاہل انسان خدا تعالیٰ سے دور ہو کر حاصل کرتا ہے لیکن اس قسم کے دنیوی سامان میں یا دنیا میں بسنے والے ان عاجز انسانوں میں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے اور جن کے سپرد انسان اپنے بعض کام کرتا ہے آٹھ قسم کی بنیادی خامیاں پائی جاتی ہیں ایک خامی یہ پائی جاتی ہے کہ کوئی دنیا دار جو دوسرے کے لئے کام کرتا ہے یا کوئی دوسرا اس پر اعتماد رکھتا ہے اور اس کو اپنا سہارا بناتا ہے وہ تمام صفات حسنہ سے متصف نہیں ہوتا بعض باتیں اس کی مقدرت میں ہوتی ہیں اور بعض نہیں ہوتیں اس کے اندر بعض کمزوریاں ایسی ہوتی ہیں کہ جو شخص اس کا سہارا لیتا ہے وہ اس کی تمام ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا مثلاً بعض دفعہ انسان اپنے کسی اعتماد والے شخص سے دو تین یا چار مرتبہ اپنا کام کرواتا ہے تو وہ اس سے تنگ پڑ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بار بار آ کر مجھے تنگ کرتے ہو اب تم کسی اور سے اپنا کام کروا لو اور بعض دفعہ کوئی کام کرنا اس کی قدرت میں نہیں ہوتا بعض دفعہ دنیا میں اس کے ایسے مخالف ہوتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کے پاس آیا تو ہم اسے دکھ دیں گے اور اگر وہی شخص کسی دوسرے آدمی کے پاس جائے تو یہ پہلا شخص اسے تنگ کرتا ہے اتنی بات کے دوران یہ نظارہ بڑی کثرت سے نظر آتا ہے ہر پارٹی ووٹروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور بیچارا ووٹر تو ایک ہی پارٹی کو اپنا ووٹ دے سکتا ہے اور اس طرح وہ ہر دوسری پارٹی کو ناراض کر لیتا ہے۔

دوسری خرابی یا نقص جو دنیوی بھروسوں میں ہمیں نظر آتا ہے یہ ہے کہ دنیا والے بغیر استحقاق اور بغیر معاوضہ کے کچھ نہیں دینا چاہتے بعض اگر آپ نے ان سے کوئی کام لینا ہے تو آپ کو بھی ان کے بعض کام کرنے پڑیں گے خواہ وہ کام ناجائز اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں اگر آپ ان کے کام نہ کریں تو وہ کہیں گے چلے جاؤ ہم آپ کا کام نہیں کریں گے۔

تیسری خرابی اور نقص جو دنیا کے سہاروں میں ہمیں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ انہیں بقاء حاصل نہیں ہوتی بہت سے خاندان کسی خاص شخص کی وجہ سے اور اس کے اثر و رسوخ کے نتیجہ میں اسی دنیا میں دنیوی

کامیابیاں حاصل کر لیتے ہیں لیکن جب اچانک وہ شخص فوت ہو جاتا ہے تو یہ خاندان بے سہارا ہو جاتے ہیں یا مثلاً بچے ہیں ان کا سہارا اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو بنایا ہے اگر کوئی خاندان ایسا ہو کہ وہ اس سہارے کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرے اور یہ سمجھے کہ اگر والد فوت ہو گیا تو ہم بے سہارا ہو جائیں گے ہم دنیا میں کچھ نہیں کر سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن اگر وہ زندہ رہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا سہارا ہے اس کی وجہ سے ہم دنیا میں ترقی کرتے چلے جائیں گے غرض باپ یا سرپرست کو ابدی حیات حاصل نہیں ہوتی اور وہ ایک دن مر جاتا ہے اور بچے یتیم اور بے سہارا رہ جاتے ہیں اور دنیا ان یتیموں کو سہارا نہیں دیتی اور نہ وہ دے سکتی ہے۔

چوتھا نقص دنیوی سہاروں میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ وہ بعض دفعہ کسی کی مدد کرنا بھی چاہیں تو وہ اپنی ہر بات منوا نہیں سکتے مثلاً ایک شخص کسی بڑے حاکم کا دوست ہے وہ اس کے پاس جاتا کہ میرا فلاں کام کر دو اور اس کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے اس دوست کا کام کر دے لیکن کام کرنے والا اس کا بھی افسر ہوتا ہے اور وہ اس کی بات نہیں مانتا اس طرح وہ اپنے دوست سے کہہ دیتا ہے بڑا افسوس ہے کہ میرا افسر میری بات مانتا نہیں غرض وہ اپنی بات منوانے کی قدرت نہیں رکھتا اور یہ بڑا بھاری نقص ہے اور جو سہارا وقت پہ کام نہ آئے اس کو انسان نے کیا کرنا ہے۔

پانچواں نقص دنیوی سہاروں میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ وہ ابدی نہیں ہوتے یہ عطا غیر محدود نہیں ہوتی محدود ہوتی ہے اور انسان کی تو اپنی ساری ضرورتیں پوری ہوتیں ہیں اگر کسی کو پانچ دن کھانے کو مل جائے اور پھر پانچ دن کھانے کو نہ ملے تو دنیوی لحاظ سے وہ زندگی کوئی زندگی نہیں اگر چھ ماہ اس کی عزت قائم رہے اور اس کے بعد وہ جتنی مرضی ہو خوشامد کر لے لیکن اگلا آدمی اس کی حفاظت کے لئے تیار نہ ہو اور اس طرح اگلے چھ ماہ اسے ذلت پہنچے تو پہلے چھ ماہ کی عزت کو اس نے کیا کرنا ہے۔

چھٹا نقص دنیوی سہاروں میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ سہارا دینے والا حکمت کے پہلوؤں پر پوری نظر نہیں رکھتا اور نہ نظر رکھ سکتا ہے مثلاً ایک نوجوان نے ایف اے یا ایف ایس سی کا امتحان پاس کر لیا ہوا اور کوئی شخص اسے یہ کہے کہ تم میڈیکل کالج میں داخلہ لے لو میں تمام اخراجات برداشت کروں گا لیکن اس نوجوان کا دماغ طب کی طرف جاتا ہی نہیں اس طرح گو اسے دنیا میں تعلیم کے لئے سہارا تو مل گیا لیکن وہ دو یا چار سال کالج میں ضائع کر کے اپنی تعلیم کو چھوڑ دیتا ہے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی اور کام کا

نہیں رہتا مثلاً وہ کوئی دوسری پڑھائی کرنے تک اوورایج (Over Age) ہو جاتا ہے غرض دنیوی سہاروں میں ہمیں حکمت کاملہ نظر نہیں آتی۔

ساتواں بنیادی نقص دنیا کے سہاروں میں یہ ہے کہ وہ ربوبیت تامہ نہیں کر سکتے مثلاً ماں باپ ہی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کو بچوں کے لئے بڑا سہارا بنایا ہے لیکن جہاں تک ربوبیت تامہ کا سوال ہے وہ نہیں کر سکتے بسا اوقات وہ بچوں کے اخلاق اور ان کی طبیعتوں کو خراب کر دیتے ہیں اور اس طرح ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں ایک عذاب ان کے لئے پیدا کر دیتے ہیں پس گو ربوبیت کے ظلی نظارے ہمیں ہر خاندان میں نظر آتے ہیں لیکن ربوبیت تامہ کا نظارہ ہمیں کسی ایک خاندان میں بھی نظر نہیں آتا۔

آٹھواں بنیادی نقص دنیا کے سہاروں میں یہ پایا جاتا ہے کہ چونکہ انسان کو کامل علم حاصل نہیں ہوتا اس لئے گو وہ بعض دفعہ نیک نیتی سے کسی دوسرے کو سہارا دیتا ہے لیکن اس کا نتیجہ بڑا خطرناک ہوتا ہے کیونکہ اس کو پتہ نہیں تھا کہ چھ ماہ کے بعد کیا ہونے والا ہے؟ گویا علم کامل نہ ہونے کی وجہ سے دنیوی سہارے اپنے وقت پر آ کر ٹوٹ جاتے ہیں اور اس انسان کو ایک عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں جس نے اپنے دوسرے بھائی پر بھروسہ کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ اگر انسان کے سر میں روشنی اور جلاء ہو اس میں عقل ہو وہ ایک حد تک اپنے مفاد کا حقیقی علم رکھتا ہو اور حقیقی کامیابی چاہتا ہو تو اسے صرف اس ہستی پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے جو تمام صفات حسنہ سے متصف اور تمام نقائص سے مبرا ہے فرمایا۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۔(یوسف:۶۸) لفظ اللہ کے معنی اسلام، قرآن کریم، نبی اکرم ﷺ اور بعد میں آنے والے لوگوں نے بالاتفاق یہ کئے ہیں کہ وہ وہ پاک ذات ہے جو تمام صفات حسنہ سے متصف اور تمام کمزوریوں اور نقائص سے بری اور بالا ہے اور اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فیصلہ تو اسی اللہ ہی کا جاری ہونا ہے جو تمام صفات حسنہ سے متصف ہے اور اس میں کوئی کمزوری اور نقص نہیں پایا جاتا۔ یہاں گو مُتَکَلِّم کا صیغہ استعمال ہوا ہے لیکن ایک اصول بیان ہوا ہے اور وہ یہ کہ صرف اسی ذات پر ہی تَوَكَّل کرنا چاہئے چنانچہ آگے اس کا بیان بھی ہو گیا ہے فرمایا عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اگر کسی نے اعتماد اور بھروسہ کرنا ہو اگر کسی کو یہ احساس ہو کہ میں اکیلا اس دنیا میں امن کی اور آرام کی اور سکون کی زندگی بسر نہیں کر سکتا مجھے دوسروں کے سہارا کی ضرورت ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اسی کے لئے ایک ہی سہارا ہے جو کامل سہارا ہے اور جس پر پورا اعتماد کیا جا

سکتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اگر سہارا دینے پر تیار ہو جائے تو پھر انسان کسی اور چیز کا محتاج نہیں رہتا وہی سب کچھ کر دیتا ہے عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ انسان نے اگر دنیا میں کسی کا سہارا لینا ہے اس نے کسی پر توکل کرنا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ تم جھوٹے سہاروں کی بجائے سچے سہارے کی تلاش کرو اور کامل توکل اپنے ربّ پر رکھو کامل اعتماد اس کا حاصل کرو اسی کو اپنا سہارا بناؤ۔

پھر فرمایا۔

”قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا “(الملک:۳۰) اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ وہ احسان کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھتا کہ جس پر وہ احسان کر رہا ہے اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا ہے یا نہیں (گو اس پر تو احسان کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ کامل صفات والی ذات ہے اس کو کسی چیز کی کمی نہیں) اس کے اندر استحقاق پایا جاتا ہے یا نہیں پایا جاتا اگر انسان کے اندر کوئی خامی اور کمزوری ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی اور ادا پسند آ جائے تو وہ کمزوری اور خامی دور ہو جاتی ہے ایسا شخص مغفرت کی چادر میں لپیٹ لیا جاتا ہے اور بغیر کسی استحقاق کے اللہ تعالیٰ اس کو اتنی نعمتیں عطا کرتا ہے کہ وہ عاجز بندہ اس کی طرف جھکتا ہی چلا جاتا ہے اور اس کے راستہ میں فنا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا تم یہ کہہ دو کہ ہم نے اپنے رحمان خدا پر ہی توکل کیا ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ کہ کامیاب اسلام نے ہی ہونا ہے کامیاب مسلمانوں نے ہی ہونا ہے ہماری کسی خوبی کے نتیجہ میں نہیں فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الملک:۳۰) یہ سب کچھ رحمان خدا کی رحمت کے نتیجہ میں ہوگا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ اسلام غالب آئے اس لئے بہرحال یہ فیصلہ جاری ہوگا۔

اگر کسی نے بھروسہ کرنا ہے اور اس کے بغیر یہ زندگی گزر نہیں سکتی تو تمام عارضی اور ناقص اور بے وفا سہاروں کی بجائے اللہ تعالیٰ پر اسے بھروسہ کرنا چاہئے جو رحمان ہے وہ اسے اتنی نعمتیں دے گا کہ ان کے مقابلہ میں اس نے کچھ بھی کیا نہیں ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں کامل حیات کا مالک یعنی اَلْحَیّ ہوں، مجھ پر موت وارد نہیں ہوتی اگر تم مجھ پر توکل کرو گے اور مجھے اپنا سہارا بنا لو گے تو تمہیں یہ خوف نہیں ہوگا کہ جسے تم نے سہارا بنایا ہے وہ کہیں مر نہ جائے یا ان ویلڈ (Invalid) نہ ہو جائے بعض دفعہ ایسی بیماری آتی ہے کہ انسان کے ہاتھ پاؤں کام نہیں کرتے یا بعض دفعہ مثلاً انسان پاگل ہو جاتا ہے پس گو اس دنیا کی زندگی کامل زندگی نہیں لیکن اس

ناقص زندگی کا نسبتی طور پر جو کمال ہے وہ بھی باقی نہیں رہتا غرض اَلْحَیّ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پس اے انسان! تو اسی پر توکل کر تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۔تو اس ذات پر توکل کر جو خود زندہ ہے اور سب زندگی اور حیات اس کامل حیات سے فیض یافتہ ہے اگر اس کی اس صفت کا جلوہ نہ ہو تو کوئی وجود زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ خطرہ ہی نہیں کہ کبھی وہ مرجائے وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ (الفرقان:۵۹) وہ اَلْحَی ہے موت اس پر آ ہی نہیں سکتی۔

پھر فرمایا اگر تم نے اللہ پر توکل کرنا ہے تو پھر تمہیں اس کی عبادت میں مشغول رہنا پڑے گا اس کی تسبیح وتحمید میں مشغول رہنا پڑے گا تم اسی پر توکل رکھو اور یہ سمجھ کر رکھو کہ اس کی ذات اَلْحَیّ ہے تمام زندگی کا سرچشمہ اور منبع اسی کی ذات ہے زندگی کے لحاظ سے دنیا رنگ بدلتی رہتی ہے۔اس دنیا کی زندگی تو گزر جاتی ہے اور موت انسان پر وارد ہو جاتی ہے پھر وہ اَلْحَیّ خدا ایک نئی زندگی اسے دیتا ہے پھر روحانی طور پر لوگ یہاں مرجاتے ہیں ان میں روحانیت باقی نہیں رہتی تو وہ اَلْحَیّ خدا ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ انسان اس میں ہو کر اور اس سے زندگی حاصل کر کے نئے سرے سے روحانی زندگی پالیتا ہے پس فرمایا اگر تم نے توکل کرنا ہے اور تمہیں ضرور توکل کرنا پڑتا ہے اس کے بغیر چارہ ہی نہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے تو اَلْحَيِّ الَّذِی لَا يُمُوتُ پر توکل کرو یعنی اس زندہ ہستی پر توکل کرو جس پر موت وارد نہیں ہوتی۔

پھر ہمیں دنیوی سہاروں میں یہ عیب نظر آتا ہے کہ وہ سہارا دینا چاہتے ہیں اور کام بھی کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ سہارا دینے اور کام کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔اس کی طاقت اور قدرت ان میں نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ (الشعراء:۲۱۸) میں غالب ہوں مجھے ہر قسم کی قدرتیں حاصل ہیں میں ایک بات کا فیصلہ کرلوں تو دنیا کی کوئی طاقت میرے اس فیصلہ کو ردّ نہیں کر سکتی میرا ہی حکم جاری ہے پھر دنیا دار انسان سو دفعہ خوشامد کرتا ہے۔دس بار خوشامدوں کا نتیجہ نکل آتا ہے باقی ضائع ہو جاتی ہیں وہ تو بار بار دنیا کے سہاروں کی طرف جھکتا ہے لیکن دنیا کے سہارے بار بار اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ایسا نہیں ہوں میں جہاں عزیز ہوں وہاں الرحیم بھی ہوں جتنی دفعہ تم میرے سامنے آؤ گے اتنی ہی دفعہ تم مجھ سے فیض حاصل کرو گے صرف خلوص نیت ہونا چاہئے اور توکل اپنی پوری شرائط کے ساتھ کیا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم مجھ پر بھروسہ کرو گے تو جو سہارا تمہیں ملے گا وہ حکمت سے خالی نہیں

ہوگا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (الانفال:۵۰) تمہارا بھروسہ اس اللہ پر ہوگا جو حکیم ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ انسان بعض دفعہ غلط دعا کرتا ہے اور اسے یہ نظر آتا ہے کہ اس کی وہ دعا قبول نہیں ہوئی لیکن حقیقتاً اس کی وہ دعا قبول ہو چکی ہوتی ہے کیونکہ دعا سننے والا الحکیم ہے وہ حکمت کاملہ کے نتیجہ میں دعا کو سنتا ہے وہ جانتا ہے کہ جو دعا اس شخص نے مانگی تھی وہ آخر فائدہ منداور سودمند نہیں ہونی تھی اس لئے اس نے اسے ظاہری شکل میں ردّ کر دیا لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے جس کے لئے دعا کی گئی تھی اس نے کچھ ایسے سامان پیدا کر دیئے جو اس کے لئے زیادہ مفید تھے غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میری طرف آؤ، مجھ پر بھروسہ رکھو، اگر تم مجھ پر بھروسہ رکھو گے تو میں تمہیں جو سہارا دوں گا وہ حکیم اللہ کا سہارا ہوگا وہ بے حکمت سہارا نہیں ہوگا، وہ بعد میں بدنتائج پیدا کرنے والا نہیں ہوگا وہ عارضی خوشیوں کے بعد دکھوں میں مبتلا کرنے والا نہیں ہوگا۔

میں نے بتایا تھا کہ دنیوی سہاروں میں ہمیں یہ نقص نظر آتا ہے کہ ان میں علم کامل نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے وہ سہارے ناقص ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سورہ اعراف میں فرماتا ہے۔

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ (الاعراف:۹۰) کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے کوئی چیز ظاہری یا باطنی لحاظ سے اور اس کے علم سے بالا نہیں بعض اس کا جو ظاہر ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور ان باطنی قوتوں اور استعدادوں کو بھی وہ جانتا ہے جو بے شمار ہیں اور ایسی ہیں کہ انسان کو ان کا علم ہی نہیں صرف چند گنتی کی باتیں ہیں کہ جن کا علم انسان نے اپنی کوشش کے نتیجہ میں اور اللہ تعالیٰ سے صفتیں حاصل کر کے حاصل کر لیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہر چیز اس کے علم کے اندر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے کسی ہستی پر توکل کرنا ہو تو تمہیں اس ہستی پر توکل کرنا چاہئے جو کامل علم کی مالک اور ہر علم کا سرچشمہ اور منبع ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اَلْعَلِيْمُ ہے وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (الاعراف:۹۰) ہر چیز اس کے علم کی وسعتوں کی چادروں میں لپٹی ہوئی ہے عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا (الاعراف:۹۰) اس لئے ہم اسی پر توکل کرتے ہیں چونکہ ہم ناقص علم کے نتیجہ میں غلط سہارے ڈھونڈتے ہیں اس لئے سہارا حاصل کرنے میں ناکام ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ میرے پاس آجاتے ہیں اور کہتے ہیں فلاں شخص کے پاس ہماری سفارش کر دیں اس شخص کا آپ کے ساتھ تعلق ہے اور میں اس کے نام

سے وقف بھی نہیں ہوتا پس ناقص علم کے نتیجہ میں سہارا لینے والا بھی غلط سہارا لے لیتا ہے اور سہارا دینے والا بھی غلط سہارا دے دیتا ہے حالانکہ سہارا حاصل کرنے کے لئے انسان کو ایسی ہستی کی ضرورت ہے جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہو اور وہ ایسی ہستی ہو کہ اگر سہارا مانگنے والا اس سے غلط سہارا بھی مانگ لے تو وہ اسے صحیح سہارا دے دے یعنی گو بظاہر اس کی دعا رد ہو جائے لیکن حقیقتاً وہ قبول ہو رہی ہو اور جو سہارا وہ دے جو مدد وہ کرے یا جو احسان وہ کرنا چاہے وہ کامل علم کے منبع سے پھوٹ رہا ہو اور انسان کے لئے کسی قسم کا خطرہ پیدا نہ ہو۔ جب ایسا سہارا انسان کو مل جائے تو پھر اس کے اور اس کے مخالفوں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسلام اور اسلام کے منکروں کے درمیان جو فیصلہ ہوگا وہ حق کے ساتھ ہوگا اس لئے یہ دعا سکھائی کہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ (الاعراف:۹۰) اے ہمارے ربّ! تو علم کامل کا مالک ہے اس لئے ہم صرف تجھ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہیں اور تجھ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اور ہماری انسانی برادری کے درمیان سچ کے مطابق فیصلہ کر دے چونکہ یہ زمانہ ایک عالمگیر اخوت اور برادری کا ہے اس لئے اس زمانہ کے لحاظ سے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہمارے اور ہماری انسانی برادری کے درمیان سچ کے مطابق فیصلہ کر دے کیونکہ تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے تیرا ہی حکم جاری ہے اور تیرے فیصلے ہی خیر و برکت والے ہیں تو علم کامل کا مالک ہے۔

غرض وہ آٹھ کمزوریاں جو دنیوی سہاروں میں پائی جاتی تھیں اور جن کے نتیجہ میں ہم ان سہاروں کو وفا والے اور صحیح فائدہ پہنچانے والے سہارے قرار نہیں دے سکتے ان آٹھ کمزوریوں کے مقابلہ میں ہمارے ربّ اللہ میں (جہاں تک توکل کا سوال ہے) آٹھ ایسی بنیادی صفات پائی جاتی ہیں کہ اگر ہم اس پر کامل توکل رکھیں (اور اسی پر توکل رکھنا چاہئے) تو ہمیں کامل سہارا مل جاتا ہے پھر ہم بے سہارا نہیں رہتے پھر ہمارے بچے جو یتیم ہو جاتے ہیں وہ یتیم نہیں رہتے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یتامی کے حقوق کی اتنی حفاظت کی ہے کہ ماں باپ بھی اپنے بچوں کے حقوق کی وہ حفاظت نہیں کر سکتے پھر ہم میں سے وہ جن کو دنیا دکھ دے رہی ہوتی ہے بے سہارا نہیں ہوتے ان کی بشاشت میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ اسی طرح بشاشت صادقہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت اور بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی میں لگے رہتے ہیں اور وہ یقین کامل پر ہوتے ہیں کہ چونکہ ہم نے اللہ کو سہارا بنا لیا ہے ہم صرف اسی پر ہی توکل کرتے ہیں اس لئے وہ اپنے فضل سے ہماری ضرورتوں کو بھی پورا کرے گا اور ہمیں اپنی حفاظت میں بھی لے لے گا۔

اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کے نتیجہ میں جو چیز ہمیں حاصل ہوتی ہے اور جس کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے وہ چیز دنیا کے سہاروں کے نتیجہ میں ہمیں حاصل نہیں ہوسکتی اور جب تک اللہ تعالیٰ کو ہم اپنا سہارا نہ بنائیں اور اس پر توکل نہ رکھیں اپنے کام اس کے سپرد نہ کریں اس اعتماد کے ساتھ کہ ہم اپنے کام خود بھی اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک وہ ہمیں مدد نہ پہنچائے جب تک وہ ہمیں سمجھ نہ دے جب تک وہ ہمارے لئے سامان نہ پیدا کرے جب تک وہ دلوں میں ہماری محبت نہ پیدا کرے ہمارے لئے شفقت پیدا نہ کرے دنیوی سہاروں میں ہمیں وہ چیزیں نہیں مل سکتیں جو اللہ تعالیٰ کے سہارا سے ہمیں مل سکتی ہیں اور جو صرف اس وقت ہمیں ملتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ پر ہمارا کامل توکل ہو اور اللہ تعالیٰ ہمارے اس توکل کو قبول کر کے ہمیں اپنی پناہ میں لے لے اور ہمارا سہارا بن جائے۔

پھر دنیوی سہارے ہمیں پورے طور پر بدیوں سے نہیں بچا سکتے، دنیوی سہارے پورے طور پر اعمال بجالانے کی ہمیں توفیق عطا نہیں کرتے بلکہ وہ تو ہمارے خیالات کو اور بھی گندہ کر دیتے ہیں پھر دنیوی سہاروں کے نتیجہ میں یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ ہم بہتوں کے احسان کے نیچے آجاتے ہیں اور یہ بات ہمارے لئے بڑی پریشانی کا باعث بن جاتی ہے مثلاً ایک کام ہم نے زید سے کروایا دوسرا بکر سے کروایا۔ تیسرا عمر سے کروایا۔ چوتھا کسی اور سے کروایا اور پانچواں کسی اور سے کروایا اس طرح ہم نے دس کام مختلف دس سہاروں سے کروائے اور پھر ایک ایسا موقع آ گیا کہ زید نے کہا کہ تم میرے زیر احسان ہو اس لئے تم میرا یہ کام کرو بکر نے کہا تم میرے زیر احسان ہو اس لئے تم زید کا کام بالکل نہ کرو اور اس طرح ہمارے لئے اگر ہم دنیا کے سہارے ڈھونڈتے ہیں تو بڑی تکلیف بن گئی ہم مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں لیکن جو شخص صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا سہارا ڈھونڈتا ہے اور محض اس پر توکل کرتا ہے وہ غیر اللہ سے آزاد ہو جاتا ہے پھر غیر اللہ کی اسے کوئی فکر نہیں رہتی۔ وہ ایک ہی ہستی ہے جس کے ساتھ اس نے اپنا پختہ تعلق قائم کر لیا جس پر اس نے توکل کیا جس پر اس نے بھروسہ رکھا اور اپنی تمام کمزریوں کے باوجود یہ سمجھا کہ وہ پاک ذات اتنی عظیم ہے کہ وہ میری کمزوریوں کو نظر انداز کر کے مجھ پر احسان پر احسان کرتی چلی جائے گی اور چونکہ انسان غیر اللہ کے احسانوں سے آزاد ہو کر بہت سے دکھوں سے بچ جاتا ہے اس لئے وہ اس قابل ہوتا ہے کہ سکون کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گذارے اور اپنی زندگی کا اور اپنی حیات کا مقصد پورا کرلے۔

دوسری چیز جو ہمیں دنیوی سہاروں میں نہیں ملتی اور وہ صرف ہمیں اللہ پر ہی توکل رکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی غیر طاقت ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن کوئی دنیادار شخص کسی دوسرے شخص کو اس رنگ میں سہارا نہیں دے سکتا کہ کوئی غیر چیز اسے نقصان نہ پہنچائے مثلاً وہ بیماریوں سے نہیں بچا سکتا فرض کرو وہ اس علاقہ میں حاکم اعلیٰ ہی ہے اور اس کی چلتی ہے لیکن پھر بھی وہ بیماریوں سے نجات نہیں دے سکتا آفات آسمانی سے وہ نہیں بچا سکتا اس کی اپنی اندرونی کمزوریوں سے اس کی اصلاح نہیں کر سکتا یہ ہوسکتا ہے کہ سہارا دیتے دیتے وہ اس کو اس قدر اٹھالے کہ وہ اسے اپنا وزیر بنالے لیکن پھر بعد میں کچھ عرصہ گذرنے پر اسے علم ہو کہ یہ شخص وزارت کا اہل نہیں اسی لئے وہ اسے وزارت سے ہٹا دے اور اس طرح دنیا کا ایک چھوٹا سا آسمان جو اس نے بنایا تھا وہاں سے اسے جھٹکا دے کر نیچے گرا دے اور اس کی ہڈی پسلی توڑ دے غرض کوئی دنیا دار شخص جو کسی دوسرے کے لئے اس دنیا میں سہارا بنتا ہے اس میں یہ طاقت نہیں ہوتی کہ اس کو ہر قسم کے نقصانوں سے بچالے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی نہیں وہ اگر کسی کا سہارا بنے تو اس کو ہر قسم کے نقصان سے بچا سکتی ہے۔

پھر دنیوی سہارے ایسے ہوتے ہیں کہ لوگ ان کی خوشامدیں کرتے کرتے اور ان کے کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور پتہ نہیں وہ اور کیا کچھ کرتے ہیں لیکن اوّل تو وہ ان کی جزا دیتے ہی نہیں اور اگر وہ جزا دینا چاہیں تب بھی وہ بہترین جزا نہیں دے سکتے وہ ہر موقع پر ان کی مدد اور نصرت نہیں کر سکتے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کو سہارا بنالیتا ہے وہ اپنی زندگی میں یہ نظارہ جلوہ گر پاتا ہے جیسا کہ فرمایا

وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (ھود:۸۹) نیک خیالات اور صالح اعمال کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے اگر انسان اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور محض اسے اپنا سہارا بنائے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ ہر قسم کی برائیوں اور بدیوں سے بچ سکتا ہے اور ہر قسم کے اعمال صالحہ میں بجالانے کی قوت اور طاقت اسے حاصل ہوسکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے غیر سے یہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے انسان کے دل میں یہ احساس پیدا ہونا چاہئے کہ ایمانیات اور اعمال کے میدان میں مجھے جو بھی توفیق ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے ملے گی اس لئے عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ میں صرف اس پر ہی بھروسہ رکھوں گا وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ اور بار بار اس کی طرف میں جھکوں گا۔

پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ غیر اللہ پر اگر کسی کا بھروسہ ہو تو محض وہ بھروسہ انسان کے لئے کافی

نہیں مثلاً کسی نے کالج میں داخلہ لینا ہے تو کسی اور کو وہ سہارا بنائے گا اگر نوکری لینی ہے تو کسی اور کو وہ سہارا بنائے گا کیونکہ کالج والا سہارا اسے اس سلسلہ میں کوئی مدد نہیں دے گا اگر ترقی لینی ہے تو پھر کسی اور کو سہارا بنانا پڑے گا اگر بیماری سے شفا حاصل کرنی ہے تو اسے کسی اور کو سہارا بنانا پڑے گا مثلاً اسے طبیب کے پاس جانا پڑے گا لیکن وہ شخص جو محض اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتا ہے اور اس کو اپنا سہارا بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے جیسے فرمایا

’’وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ‘‘(الطلاق:۴) جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ ہی اس کے لئے کافی ہوتا ہے کسی غیر کی اسے حاجت نہیں ہوتی، اور اللہ تعالیٰ کافی اس معنی میں ہے کہ وہ اس قسم کی کامل ذات ہے کہ جو وہ چاہتا ہے کر کے چھوڑتا ہے اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ وہ اپنے مقصد کو پورا کر دیتا ہے اگر آسمان پر یہ فیصلہ ہو کہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کیا جائے گا اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے تو فَهُوَ حَسْبُهٗ وہ اس کے لئے کافی ہے نہ کسی کا ڈر باقی رہتا ہے اور نہ کسی اور کا سہارا لینے کی ضرورت رہتی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے مقصد کو پورا کر کے چھوڑتا ہے لیکن چونکہ وہ حکیم بھی ہے اس لئے قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ہر چیز کا ایک اندازہ اس نے مقرر کیا ہوا ہے مثلاً ابتلاء کے زمانہ کا ایک اندازہ ہے، امتحان کے زمانہ کا ایک اندازہ ہے جو دکھ خدا کی راہ میں اٹھائے جاتے ہیں ان کا بھی ایک اندازہ ہے وہ دکھ بھی ایک اندازہ کے اندر ہی رہتے ہیں وہ اتنے نہیں بڑھتے کہ انسان ان کے نیچے آ کر پس جائے اور اگر کسی کی قسمت میں شہادت کا انعام ہی لکھا ہو تو وہ اس کو مل جاتا ہے اور ایک عظیم جنت کا وہ وارث بن جاتا ہے غرض ہر چیز کا اس نے ایک اندازہ مقرر کیا ہے اس لئے انسان کو بے صبری اور جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیئے ہو گا وہی جو خدا نے چاہا ہے اور اس کا فیصلہ ہے لیکن ہر چیز کا اس نے ایک اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ اندازہ مقرر کیا تھا کہ آپ کی شان اور عظمت کو دنیا میں ظاہر کرنے کے لئے آپ کی زندگی میں ہی دنیوی لحاظ سے ایک فتح عظیم آپ کو عطا کر دی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اندازہ مقرر کیا کہ تین صدیاں نہیں گذریں گی کہ اسلام دنیا میں غالب آ جائے گا ممکن ہے کہ وہ پہلی صدی کے بعد غالب آ جائے ممکن ہے دوسری صدی کے بعد وہ غالب آئے اس نے آخری حد تک مقرر کر دی ہے باقی حصہ ایمان بالغیب کے لئے چھوڑ دیا ہے اور بتایا ہے کہ اس عرصہ میں اسلام ساری دنیا

میں غالب آ جائے گا اور جو لوگ اسلام سے منہ موڑیں گے ان کی کوئی دنیوی حیثیت باقی نہیں رہے گی ان کی اتنی حیثیت بھی نہیں رہے گی جو آج کے معاشرہ میں چوہڑوں اور چماروں کی ہے اسلام ہی غالب ہو گا اور اسلام ہی معزز ہو گا اور دنیا کی ہر جگہ ہر ملک، ہر شہر اور ہر قریہ خدائے واحد یگانہ کی تسبیح اور تحمید کر رہا ہو گا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہا ہو گا مقصد وہی پورا ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے فیصلہ وہی جاری ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لیکن اس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر دیا ہے اور وہ اس اندازے کے مطابق ہی ہو گا۔

پھر ایک اور فائدہ (جو بڑا اہم اور بنیادی ہے) جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے حاصل ہوتا ہے یہ ہے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جس پر اگر ہم کامل بھروسہ اور اعتماد رکھیں اور اس پر توکل کریں تو وہ ہر قسم کی مضرتوں سے ہمیں محفوظ رکھ سکتا ہو لیکن اگر ہمارا توکل اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہو تو ہم اسی معنی میں ہر قسم کی مضرتوں سے محفوظ رہیں گے کہ اگر امتحان کے طور پر کوئی مضرات پہنچے تو اس انعام کے مقابلہ میں جو اس کے نتیجہ میں ہمیں پہنچتا ہے اس کو مضرات دکھ یا درد نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس مضرت میں بھی بڑی لذت اور سرور ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ مجادلہ میں فرماتا ہے۔

وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (المجادلہ:۱۱) کہ منکر اسلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اسلام اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اس لئے مومن کو چاہیئے کہ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرے ابتلا اور امتحان میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں مگر وہ اس لئے نہیں آتے کہ وہ اسلام یا مسلمانوں کو نا کام کر دیں بلکہ وہ اس لئے آتے ہیں کہ جو مقصد اللہ تعالیٰ نے اس وقت پورا کرنا چاہا ہے وہ حاصل ہو اور خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں کی خوبیاں دنیا پر ظاہر ہوں اور دنیا جان لے کہ خدا تعالیٰ کے یہ بندے انتہائی دکھوں اور تکلیفوں کے وقت بھی بے وفائی نہیں کیا کرتے بلکہ پختگی کے ساتھ اسی کے دامن سے چمٹے رہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں وہ باوفا بھی وفا کا سلوک کرتا اور ان کے ذریعہ سے دنیا میں اپنے مقصد پورا کرتا اور ان کے ذریعہ سے دنیا میں اپنے انعاموں کی بارش برساتا ہے اور ان پر اپنے انعام اور احسان کو کمال تک پہنچا دیتا ہے پس محض اللہ پر اور صرف اللہ پر ہی توکل اور بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اسی طرح فرمایا۔

وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (الاحزاب:۴۹) ان کی ایذا دہی کو نظر انداز کر دو کیونکہ وہ اس

قابل ہی نہیں ہے کہ انسان اس کی طرف متوجہ ہو تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اللہ پر توکل رکھو اور اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو گے تو تمہیں یہ معلوم ہو جائے گا تم پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ ہی کارسازی میں کافی ہے اس کی مدد سے انسان اپنے مقصد کو حاصل کرتا ہے اور اسے چھوڑ کر اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

پھر ایک اور خرابی جو دنیوی سہاروں میں پائی جاتی ہے اور کہیں نہیں پائی جاتی ہے یہ ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب دوسرے لوگ ان کو اپنا سہارا بنالیں ان کے ساتھ لگ جائیں ان کی خدمات کریں ان کی خوشامد کریں وغیرہ وغیرہ تو ان کو کچھ دنیوی فیض تو ان سے حاصل ہو جاتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ ان کے دل میں ان کی محبت پیدا ہو اور جب تک محبت پیدا نہ ہو وہ ان کی پوری شفقت اور ان کے انعاموں میں سے پورا حصہ حاصل نہیں کر سکتے لیکن یہاں یہ بات نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران:۱۶۰) یعنی جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں وہ اس کے محبوب بن جاتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جائے اس کا کوئی دکھ باقی نہیں رہتا اس لئے فرمایا

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ (آل عمران:۱۶۱) اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد اور نصرت کرنا چاہے تو کوئی اور طاقت یا ہستی تم پر غالب نہیں آسکتی لیکن اگر وہ تمہاری مدد اور نصرت چھوڑ دے تو خدا کو چھوڑ کر اور کون تمہاری مدد کرے گا اس لئے تمہیں چاہئے کہ اس پر کامل توکل کر کے اس کے محبوب بن جاؤ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (آل عمران:۱۶۱) جب تم اس کے محبوب بن جاؤ گے تو اس کی نصرت کو تم حاصل کرلو گے اور تم ایسا نہیں کرو گے تو اس کی نصرت سے تم محروم ہو جاؤ گے اگر تم اس کے محبوب بن جاؤ گے تو تمہیں اس کی نصرت ملے گی اور تمہاری زندگی کا مقصد تمہیں حاصل ہو جائے گا۔ اس وقت سب سے بڑی تڑپ ایک احمدی کے دل میں یہ ہے کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آئے اس کی یہ تڑپ اور خواہش پوری ہو جائے گی۔

پھر فرمایا کہ محدود سے چند چیزیں نہیں ملنی بلکہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اس کے محبوب بن جاؤ گے تو بہترین جزا جو کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے وہ تمہیں مل جائے گی اس دنیا میں بھی دیکھو خدا تعالیٰ جب کسی پر احسان کرنے پر آتا ہے تو وہ اس کے توکل کا اس قسم کا اجر دیتا ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ عنکبوت میں فرمایا ہے۔

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (العنکبوت: ۵۹، ۶۰) یعنی اچھے عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہوتا ہے۔ وہ مومن جو اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں جو اپنے عقیدہ پر پختگی سے قائم رہتے ہیں اور اعمال صالحہ بجالانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اپنے ربّ اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں اور اس یقین پر کھڑے ہوتے ہیں کہ اس توکل کے نتیجہ میں انہیں ایسے انعامات حاصل ہوں گے جو کسی اور جگہ سے حاصل نہیں ہو سکتے انہیں بہت اچھا اجر ملے گا اور چونکہ اس توکل کے نتیجہ میں نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ والی ہستی ان پر واضح ہو جاتی ہے اس لئے ایمان میں بھی وہ پختہ ہوتے ہیں اور اعمال صالحہ سے بھی وہ چمٹے رہتے ہیں اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی یہ بات ان کے دماغ میں نہیں آتی کہ ہم عمل صالح کی بجائے عمل غیر صالح کریں ہم ایسے اعمال بجالائیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں محبوب نہ ہوں محمود نہ ہوں جب وہ ایسا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو ایسا اجر دیتا ہے کہ ساری دنیا کی نعمتیں ان کو مل جاتی ہیں بہترین جنتیں انہیں عطا ہوتی ہیں انہیں وہ لذت اور سرور ملتا ہے جس کا تصور بھی ہم یہاں نہیں کر سکتے وہ آرام انہیں نصیب ہوتا ہے جو ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ پر کامل توکل کرو گے اور توکل کی شرائط پوری کرنے والے ہو گے تو پھر میں تمہارے لئے ایسے سامان پیدا کروں گا تمہاری ترقیات کے لئے تمہاری خواہشات کے پورا ہونے کے لئے اور تمہاری زندگی کے مقصد کے حصول کے لئے ایسے سامان مہیا کروں گا کہ جو نہ تم خود پیدا کر سکتے ہو اور نہ دنیا کی کوئی اور طاقت پیدا کر سکتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم صرف مجھ پر ہی بھروسہ رکھو تا تم کامیاب ہو جاؤ اور تا اگر دنیا تمہیں ایذا پہنچانے کی کوشش کرے تمہیں دکھ پہنچانے کی کوشش کرے تو اس ایذا اور دکھ کی آگ میں سے خوبصورت گلاب کے پھول نکلیں جسے دنیا جلا دینے والی چیز سمجھ رہی ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس آگ کو تمہارے لئے بَرْدًا وَّسَلٰمًا (الانبیاء: ۷۰) بنادوں گا۔

پس ہر ایک احمدی کو توکل کے مقام سے اِدھر اُدھر نہیں ہٹنا چاہئے کیونکہ اسی میں ہماری زندگی ہے اسی میں ہماری بقا ہے اسی میں ہماری کامیابی ہے اور اسی میں سب خیر و برکت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرتا رہے کہ ہم ہمیشہ صرف اسی پر توکل رکھنے والے ہوں اور اس مقامِ توکل سے ہٹنے والے نہ ہوں جس پر وہ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔ (آمین)

☆……☆……☆